مولانا محمد یعقوب نانوتوی

(پروفیسر محمد ایوب ایم اے)

مولانا محمد یعقوب بن مولانا مملوک علی، ۱۳ صفر ۱۲۴۹ھ کو نانوتہ میں پیدا ہوئے[1] منظور احمد، غلام حسنین، شمس الضحیٰ اُن کے تاریخی نام ہیں قرآن کریم نانوتہ میں حفظ کیا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے جلد سازی سیکھی۔ طالب علمی کے زمانے میں اپنی کتابوں کی جلدیں خود ہی باندھتے تھے محرم ۱۲۶۰ھ میں جب کہ اُن کی عمر تقریباً گیارہ سال تھی تو اُن کے والد مولانا مملوک علی ان کو اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کو بغرض تعلیم دہلی لے گئے۔ میزان منشعب اور گلستان سے اُن کی تعلیم شروع ہوئی۔ اس زمانہ میں ابواب کا سُننا اور تعلیلات کا پوچھنا مولانا محمد قاسم کے ذمہ تھا۔ موصوف دہلی کالج کے طالب علم رہے۔ علوم متداولہ اپنے والد مولانا مملوک علی سے حاصل کئے۔ مولانا احمد علی سہارن پوری اور شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی سے علم حدیث کی تحصیل کی۔ ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۶۷ھ (مطابق، اکتوبر ۱۸۵۱ء) کو مولانا مملوک علی کا انتقال ہوگیا تو تقریباً ایک سال تک مولانا محمد یعقوب اپنے مکان واقع کوچہ چیلان دہلی میں رہے۔ اس کے بعد چالیس روپے ماہوار مشاہرہ پر ملازم ہوئے۔ وہ گورنمنٹ کالج اجمیر چلے گئے[2] اور پانچ سال تک وہاں رہے۔ اس کے بعد سہارن پور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر اُن کا تقرر ہوا۔ اسی زمانے میں انقلاب ۱۸۵۷ء کا واقعہ ہائلہ پیش آیا۔ اس زمانے میں وہ اپنے وطن نانوتہ ہی میں مقیم رہے ۱۲۶۶ھ میں مولانا محمد یعقوب کا نکاح عمدہ النساء بنت شیخ کرامت حسین دیوبندی کے ساتھ مبلغ پانسو روپے مہر کے عیوض میں ہوا۔

---

[1] سوانح عمری مولوی محمد قاسم نانوتوی ص ۲

[2] ایضاً ص ۶

پہلا سفرِ حج

مولانا محمد یعقوب نانوتوی ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء میں پہلی مرتبہ سفرِ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ مولانا محمد یعقوب نے یہ سفر دراصل مولانا محمد قاسم نانوتوی کی معیت کی وجہ سے کیا تھا[1]۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی انقلاب ۱۸۵۷ء میں شرکت کی وجہ سے حکومت کی نظروں میں مشکوک و مشتبہ تھے اس لئے وہ پوشیدہ طور سے حجاز جانے کی تیاریاں کرتے رہے۔ اور مولانا محمد یعقوب اُن کے ہمراہ پنجاب و سندھ ہو کر کشتیوں کے ذریعہ کراچی پہنچے اور وہاں سے بذریعہ جہاز حجازِ مقدس کو روانہ ہوئے۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے مولانا محمد قاسم کا نام خورشید حسین[2] لکھا ہے اور بعض جگہ صرف "مولوی صاحب" کہہ کر اُن کا ذکر کیا ہے۔ مولانا محمد قاسم کے علاوہ مولانا مظفر حسین کاندھلوی، مولوی نورالحسن کاندھلوی وغیرہ بھی ساتھ تھے۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے اس سفر کی ایک یادداشت خود اپنے ہاتھ سے لکھی ہے جو بیاضِ یعقوبی میں شامل ہے ہم اس کا خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

۱۰ رجمادی الاولیٰ ۱۲۷۷ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۸۶۰ء بروز شنبہ مولوی خورشید حسین (مولانا محمد قاسم نانوتوی) کو دیوبند سے اپنے ہمراہ نانوتہ لائے اور نانوتہ سے ۱۵ رجمادی الاولیٰ ۱۲۷۷ھ (۲۹ نومبر ۱۸۶۰ء) بروز پنجشنبہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ دوسرے دن سہارنپور پہنچے۔ وہاں حافظ عابد حسین دیوبند سے مستورات کو لے کر آگئے، ۲ دسمبر ۱۸۶۰ء (یکشنبہ) کو سہارنپور سے ظہر کے بعد روانہ ہوئے۔ پھر سرساوہ، جگادھری، ریتی مارکنڈی اور ملانہ ہوتے ہوئے ۵ دسمبر ۱۸۶۰ء (چہارشنبہ) کو انبالہ چھاؤنی پہنچے۔ وہاں سب احباب سے ملاقات کی۔ وہیں مولوی مظفر حسین کاندھلوی (ف ۱۲۸۹ھ) کی آمد کی خبر ملی۔ شہر انبالہ میں راؤ عبداللہ خاں، راؤ فاضل بخش خاں اور راؤ امیر علی خاں سے ملاقات ہوئی۔ ۶ دسمبر ۱۸۶۰ء کو انبالہ سے روانہ ہوئے اور ۷ دسمبر ۱۸۶۰ء (جمعہ) کو سرہند پہنچے۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی، حضرت مجدد الف ثانی کے مزار کی زیارت کے لئے گئے۔ دوسرے روز سرہند سے روانہ ہو گئے۔ ۹ دسمبر ۱۸۶۰ء کو لدھیانہ پہنچے۔ یہاں مولوی محمد شفیع صاحب اور مولوی ابوالقاسم صاحب

---

[1] سوانح عمری مولوی محمد قاسم نانوتوی ص ۱۳۔

[2] خورشید حسین، مولانا محمد قاسم نانوتوی کا تاریخی نام ہے۔

سے ملاقات ہوئی۔ ۱۱ر دسمبر ۱۸۶۰ء کو لدھیانہ سے روانہ ہوئے۔ پھر پڑاؤ جگراؤں، منیاں، کھل ہوتے ہوتے ۱۴ر دسمبر ۱۸۶۰ء کو فیروز پور پہنچے۔ دوسرے دن مولوی نور الحسن اور مولوی مظفر حسین کاندھلوی سے ملاقات ہوئی۔ پانچ روز کشتیوں اور سامان وغیرہ کے انتظام میں لگے۔ یہاں سے دریائی سفر شروع ہوا۔ ۶ر جمادی الثانی ۱۲۷۷ھ (۲۰ر دسمبر ۱۸۶۰ء) بروز پنجشنبہ یہاں سے روانہ ہوئے۔ اور ۲۶ر دسمبر ۱۸۶۰ء کو پاک پٹن پہنچے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی، حافظ عابد حسین اور مولوی مولا بخش صاحب اسی دن بابا فرید الدین گنج شکر کے مزار کی زیارت کے لئے گئے۔ مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور قافلہ کے دوسرے لوگ دوسرے دن زیارت کے لئے گئے۔ ایک دن وہاں قیام رہا۔ ۲۸ر دسمبر ۱۸۶۰ء کو پاک پٹن سے چلے اور ۵ر جنوری ۱۸۶۱ء (شنبہ) کو بہاول پور (گھاٹ) پہنچے۔ اکثر اہل قافلہ شہر گئے اور سامان خریدا۔ ۹ر جنوری کو پنجند پہنچے۔ ۱۱ر جنوری ۱۸۶۱ء کو مٹھن کوٹ پہنچے اور شیخ محمد عاقل نظامی خلیفہ شاہ فخر الدین دہلوی کے مزار کی زیارت کی صبح کو آگے روانہ ہوئے۔

۶ر رجب ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸ر جنوری ۱۸۶۱ء (جمعہ) کو سکھر پہنچے۔ مولوی عبد الرحمٰن کی مسجد میں نماز ادا کی اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب سے ملاقات بھی کی۔ ۲۰ر جنوری ۱۸۶۱ء کو روہڑی سے روانہ ہوئے۔ ۲۷ر جنوری ۱۸۶۱ء یکشنبہ کو سیوہن پہنچے اور حضرت لعل شاہباز قلندر کے مزار کی زیارت کی اور صبح کو چل دیئے۔ ۲۰ر رجب ۱۲۷۷ھ مطابق یکم فروری ۱۸۶۱ء جمعہ کو کوٹری حیدرآباد پہنچے۔ ۳۰ر رجب ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۱ر فروری ۱۸۶۱ء کو گھاٹ گھوڑا باری پہنچے یہاں جہازوں کا انتظام کیا۔ ان کا قافلہ اور دوسرے لوگ تین جہازوں میں آئے۔ یکم رمضان ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۴ر مارچ ۱۸۶۱ء کو کراچی سے روانہ ہوئے۔ ۲۱ر شوال ۱۲۷۷ھ (چہار شنبہ) کو عدن پہنچے۔ دوسرے دن باب المندب سے گزرے اور عصر کے وقت بندر مخہ پہنچے اور قیام کیا۔ اور اکثر اہل قافلہ نے حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی کے مزار کی زیارت کی۔ ۲۳ر ذی قعدہ ۱۲۷۷ھ مطابق ۳ر جون ۱۸۶۱ء (دوشنبہ) کو پہر دن چڑھے مکہ شریف پہنچے۔ طواف اور سعی کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۱۸۶۱ء کے آخر میں اس سفر مقدس سے واپسی ہوئی[1]

---

[1] مکتوبات یعقوبی و بیاض یعقوبی ص ۱۲۸ - ص ۱۴۲۔

دارالعلوم دیوبند سے تعلق

جب محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ (دارالعلوم) دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد قاسم نانوتوی نے مدرسہ کی صدر مدرسی کے لئے مولانا محمد یعقوب نانوتوی کو مقرر فرمایا۔ اس وقت مولانا محمد یعقوب سرکاری ملازمت سے سبک دوش ہو چکے تھے اور میرٹھ میں منشی ممتاز علی کے چھاپہ خانہ میں ملازم تھے۔ مولانا محمد یعقوب خود لکھتے ہیں:-

> "منشی ممتاز علی صاحب نے میرٹھ میں چھاپہ خانہ کیا۔ مولوی (محمد قاسم) صاحب کو پرانی دوستی کے سبب بلا لیا وہی تصحیح کی خدمت تھی۔ یہ کام برائے نام تھا مقصود ان کا مولوی صاحب کو اپنے پاس رکھنا تھا۔ احقر اس زمانے میں بریلی اور لکھنؤ ہو کر میرٹھ میں اسی چھاپہ خانہ میں نوکر ہو گیا۔"[1]

انھوں نے اس اسلامی درس گاہ کی مدرسی صرف تیس روپیہ ماہوار پر قبول کرلی۔

مولانا دارالعلوم کے سب سے پہلے مدرس اور شیخ الحدیث تھے۔ ۱۹ سال کی مدت تک یہ خدمت جلیلہ انجام دیتے رہے۔ ۱۵۱ طلبہ نے آپ سے علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ مولوی عبدالحق رپور قاضی) مولانا عبداللہ انبیہٹوی، مولانا فتح محمد تھانوی، شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا خلیل احمد انبیہٹوی، مولانا احمد حسن امروہوی، مولانا فخرالحسن گنگوہی، مولانا حکیم منصور علی خاں مراد آبادی، مفتی عزیزالرحمٰن دیوبندی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولوی محمد یٰسین دیوبندی، شمس العلماء مولانا حافظ احمد، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے مشاہیر اور یگانہ علماء مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے تلامذہ میں شامل ہیں۔[2]

منشی جمال الدین مدارالمہام بھوپال، مولانا مملوک علی کے شاگرد تھے۔ انھوں نے اسی تعلق کی بنا پر مولانا محمد یعقوب نانوتوی کو ایک اچھے مشاہرہ پر بھوپال طلب فرمایا۔ مگر قلیل تنخواہ کے باوجود مولانا نے دارالعلوم دیوبند کے ترک تعلق کو پسند نہ فرمایا اور اپنے بھانجے مولانا خلیل احمد انبیہٹوی کو بھوپال بھیج دیا۔[3]

---

[1] سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۱۴۔

[2] تاریخ دیوبند از مولانا محبوب رضوی ص ۱۲۴۔

[3] سیرت حاجی امداد اللہ ص ۶۸-۶۹ (دہلی ۱۹۵۱ء)

دوسرا سفرِ حج

مولانا محمد یعقوب نانوتوی ۱۲۹۴ھ میں دوسرے حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس مرتبہ بھی ۱۸، ۱۹ علماء کی ایک جماعت ہمراہ تھی مثلاً مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد مظہر نانوتوی، مولانا محمد منیر نانوتوی، مولوی حکیم ضیاء الدین رام پوری، شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا احمد حسن کان پوری وغیرہ۔ ان مشاہیر علماء کے علاوہ اس مقدس قافلہ میں تقریباً سو آدمی تھے۔ سہارن پور سے بمبئی تک ریل کے ذریعہ گئے۔ بمبئی سے یکم ذی قعدہ ۱۲۹۴ھ کو دخانی جہاز کے ذریعے روانہ ہوئے۔ ۱۰ رذی قعدہ کو عدن اور ۱۴ رذی قعدہ ۱۲۹۴ھ کو بوقت ظہر جدہ پہنچے۔ مکہ معظمہ میں یہ قافلہ حاجی امداد اللہ رح کا مدینہ میں شاہ عبدالغنی مجددی کا مہمان رہا۔ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۵ھ میں حج سے واپسی ہوئی۔

سلوک و تصوّف

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری سلسلہ کے نامور شیخ ہیں۔ ان کی نانوتہ میں ننہال تھی اور ان کی بہن بھی وہاں بیاہی تھیں۔ اس وجہ سے اکثر ان کا آنا جانا نانوتہ میں رہتا تھا مولانا محمد یعقوب نانوتوی کو بچپن ہی سے حاجی صاحب سے عقیدت پیدا ہوگئی تھی اور پھر وہ حاجی صاحب ہی سے بیعت ہوگئے۔ انھوں نے سلوک و تصوّف کی راہیں حضرت حاجی صاحب ہی کے زیرِ نگرانی طے کیں۔ مؤلف اشرف السوانح لکھتے ہیں[۱]

"سب سے زیادہ مقتدر ہستی حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جو علاوہ ہر فن میں ماہر ہونے کے بہت بڑے صاحب باطن اور شیخ کامل بھی تھے۔ حضرت (مولانا اشرف علی تھانوی) نے مولانا ممدوح سے بڑے بڑے فیوض و برکات حاصل کئے ہیں اور زیادہ تر علوم عجیبہ و غریبہ انھیں سے حاصل فرمائے ہیں۔ اور مولانا کے اکثر اقوال و احوال و حقائق و معارف نہایت لطف لے لے کر بیان فرمایا کرتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ حلقۂ درس کیا ہوتا تھا حلقۂ توجہ ہوتا تھا یہ حال تھا کہ تفسیر کا سبق ہو رہا ہے آیات کا مطلب بیان فرما رہے ہیں۔ اور

---

[۱] اشرف السوانح (حصہ اوّل) از خواجہ عزیز الحسن و عبدالحق ص ۳۳ (دہلی ۱۳۵۴ھ)

آنکھوں سے زار و قطار آنسو جاری ہیں۔"

مولانا محمد یعقوب پر جذب و کیف کی کیفیت طاری رہتی تھی سراپا عجز و انکسار تھے، دنیا اور علائق دنیوی کو ہیچ سمجھتے تھے۔ اپنی ہستی کو نسیاً منسیا کر دیا تھا ایک خط میں اپنے مرید منشی محمد قاسم نیانگری کو لکھتے ہیں[1]:-

"تم اس عاجز کا حال اجمیر سے معلوم کرو کہ ستار اور ناچ رنگ میں گزرتی تھی نماز و جماعت و تقویٰ و طہارت سے کچھ بحث نہ تھی۔ اب ہرچند کہ بظاہر ان باتوں سے توبہ کی اور حضرت مرشد العالم حاجی صاحب مدظلہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا مگر اصلی بات کہاں بدلتی ہے ویسا کا ویسا ہی رہا۔ البتہ ظاہر کی ریا پردہ ان عیوب کا ہوگیا یہ اس کی ستاری کی شان ہے، ورنہ عالم الغیوب خوب جانتا ہے کہ باطن اس ناپاک کا کیسا کچھ خراب ہے۔"

ایک دوسرے خط میں منشی محمد قاسم کو لکھتے ہیں[2]:-

"پچاس کی عمر آئی اور یہ یوں ہی گنوائی۔ لڑکپن کے خصائل ہنوز ویسے ہی ہیں۔ ایک وضع نہ بدلی۔ ایک رنگ نہ پلٹا۔ کیسی کیسی صحبتوں میں رہا مگر کسی کا کچھ اثر نہ ہوا۔ ہاں شقی کو کون سعید کرے۔ اصل کا بدل دینا اسی کا کام ہے حضرت مخدوم العالم (حاجی امداد اللہ) کی خدمت میں جو کوئی کچھ بھی رہ لیا، اس پر ایک اثر ہوگیا کہ تمام عمر نہ گیا۔ میں کم نصیب جیسا تھا، ویسا ہی رہا۔ یہ عمر بیہودہ کٹی اور آگے اب کیا امید، اب قافیہ تنگ ہے۔"

مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے جو خطوط اپنے مرید منشی محمد قاسم نیانگری کو لکھے ہیں دراصل وہ سلوک و معرفت کا مرقع اور حقائق و تصوف کا دستور العمل ہیں۔ سالک کے لئے وہ ایک مکمل ہدایت نامہ ہے۔ ان خطوط میں ہمیں اکابر صوفیہ کی تعلیمات کی مکمل تصویر ملتی ہے۔ اسی زمانے میں راقم الحروف

---

[1] مکتوبات یعقوبی۔ بیاضِ یعقوبی ص۸۰۔

[2] ایضاً۔ ص۸۱

کو چشتی سلسلے کے مشہور شیخ مخدوم جہانگیر اشرف کچھوچھوی کے مکتوبات عالیہ کے مطالعہ کا اتفاق ہوا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکتوبات یعقوبی، مکتوبات اشرفی (فارسی) کا مختصر اردو ایڈیشن ہیں مولانا محمد یعقوب کا مقصود حیات اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، طاعت خداوندی اور محبت باری تعالیٰ تھا اور ان کی زندگی تمام تر اسی سے عبارت ہے مولانا محمد یعقوب مریدین کو بیعت فرماتے تھے ایک خط میں لکھتے ہیں[1]:

"اس ناکارہ سے اپنے بعض اقربا اور بعض اجنبی عورتیں بہت بیعت ہوئی ہیں"

وفات مولانا محمد یعقوب نانوتوی کا انتقال بمرض ہیضہ ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ (۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء) کو نانوتہ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے بیاض یعقوبی میں کسی کی یادداشت تحریر ہے[2]۔

"شب شنبہ یکم ربیع الاول ۱۳۰۲ھ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اچانک بعد فراغت نماز عشاء در ہیضہ مبتلا شدہ بیہوش شدند شب در شنبہ قریب یک بجے وفات از جہان فانی یافت قبر شریف اوشان در مقام "نانوتہ" جانب شمال لب سڑک سہارنپور واقع باغ نوکہ اورا معین الدین پرورش کردہ است واقع شد انا للہ وانا الیہ راجعون این واقعہ جانکاہ است۔"

شعر و شاعری مولانا محمد یعقوب شعر و شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے، گمنام تخلص تھا، انھوں نے اپنے طالب علمی کے زمانے میں ابوظفر بہادر شاہ کی دہلی دیکھی تھی. غالب، مومن، ذوق، صہبائی، آزاد جیسے مشہور روزگار شعرا کی مجالس سخن کے ہنگاموں سے ان کے کان آشنا تھے۔ انھوں نے منشی محمد قاسم نانگری کو مشورہ دیا کہ وہ درد، سودا اور ذوق کے کلام کو پڑھیں. اس میں درد اور اثر ہے. بیاض یعقوبی میں مولانا کا مختصر سا کلام شامل ہے. ایک غزل چھوٹی بحر میں ملاحظہ ہو۔

کاش پیدا نہ میں ہوا ہوتا ؛ کاش شیدا نہ میں ہوا ہوتا

---

[1] مکتوبات یعقوبی و بیاض یعقوبی ص۴۵

[2] ایضاً۔ ص۱۵۳

کاش ہوتا جو تھا وہ سب ہوتا ٭ لیک رسوا نہ میں ہوا ہوتا
مرض عشق ہے نصیب میں گر ٭ کاش اچھا نہ میں ہوا ہوتا
سب مصائب بہت ہی تھے آسان ٭ مشق سودا نہ میں ہوا ہوتا
دیکھتا شمع روئے یار کو اور ٭ اس کا پروانہ میں ہوا ہوتا
ناز معشوق دیکھ کہتا ہوں ٭ اس کا جانانہ میں ہوا ہوتا
اور سب کچھ تو ہوتا اے گمنام ٭ کاش پیدا نہ میں ہوا ہوتا

قصیدہ نعتیہ کے ابتدا کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

کہاں کہاں تو پھرائے گی گردش ایام ٭ کبھی تو پائے کہیں خاطر حزیں آرام
خدائی خوار پھرا میں بہت ہی عالم میں ٭ ہوا حصول نہ مطلب یوں ہی رہا ناکام
سفر میں گردش قسمت سے کچھ نہ ہاتھ آیا ٭ ملا نہ خاک وہاں جس جگہ کیا تھا قیام
یہ اس طرح سے گزرتی ہے عمر دیکھئے اب ٭ کبھی بھی اپنی خرابی بخشیر ہو انجام
شکستہ حال کو اب یاس ہے دوستی کی ٭ اُمید چارہ مرے درد کو خیال ہے خام
مرض کو میرے نہیں اب اُمید صحت کی ٭ شکستہ ہو کر درست اب یہ یکساں ہے کام
پھر ہوا سر پہ جو پانی بہت وہ تھوڑا کیا ٭ سرے سے جو ہو خراب اس کو ایک نقص تمام
ہے عیب دار کو کیا اور عیب سے پرہیز ٭ لئیم کو نہ ہو پروا جو اس کی ہووے ملام
نصیب میرے نہیں ہے وہ کون ناکامی ٭ وہ کام کونسا ہے جس سے میں نہیں ناکام
بہت ہی چارۂ تدبیر میں کی کوشش ٭ مگر یہ زینہ کوتہ نہ پہونچا تالب بام
جو موت آوے تو اس زندگی سے بہتر ہے ٭ حیات ہے کہ ہے رشک ممات اس کا نام

مولانا کے مرید خاص منشی محمد قاسم نیا نگری نے اپنا مکان بنوایا تو مولانا نے اس کی تاریخ کہی :-

میاں قاسم نے اپنے رہنے کو ٭ کیا مکان یہ بنایا ہے انمول
بہر تاریخ یہ اشارہ ہوا ٭ برکت کی ہے جائے خوبی بول

۱۲۹۹ھ